بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبرستان میں مزار اور مسجد بنانے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں ایک قدیمی وقفی قبرستان ہے، اس میں ایک بزرگ کا مزار بھی ہے، کچھ عرصہ قبل کچھ قبروں کو مسمار کرکے قبرستان کی کچھ جگہ کو مزار کے کاموں کے لیے مزار کے احاطے میں شامل کرلیا گیا، اوراس کے ساتھ ہی ایک مسجد بھی قبرستان کی اسی جگہ پر بنا دی گئی، اب وہاں قبروں کے نشان بھی نہیں ہیں، اب وہاں اسی مسجد کی توسیع کی ضرورت ہے تو کیا اس حصے کو مسجد کی توسیع کے لیے استعمال کرکے اس کو مسجد میں شامل کرسکتے ہیں؟

جواب

سوال میں دوچیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک قبرستان کے لیے وقف جگہ پر مسجد اور مزار کا احاطہ بنانا اور دوسرا اس کام کے لیے مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کرنا، پہلے جزء کا جواب یہ ہے کہ جو جگہ ایک مرتبہ قبرستان کے لیے وقف کردی گئی، وہ بندوں کی ملک سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی خاص ملکیت میں چلی گئی، اب اس میں وقف کی تغییر و تبدیلی جائز نہیں، جو جگہ جس مقصد کے لیے وقف ہو، اسی میں اس جگہ کو استعمال کیا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ کسی اور مقصد میں اس کو استعمال کرنا، اگرچہ رفاہ عامہ مثلاً مسجد یا مدرسہ بنانے کے لیے ہی ہو، یا کسی مزار کے احاطے کو بڑا کرنے کے لیے ہو، ناجائز و حرام ہے، حتی کہ اگر واقف خود بھی وقف میں کوئی تبدیلی کرنا چاہے، تو نہیں کرسکتا۔ لہذا قبرستان کے لیے وقف کی گئی زمین میں ابتداءً مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کرکے مزار کا احاطہ بنانا اور مسجد بنانا ایک تو تغییر وقف ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے، لہذا وہاں کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ قبرستان کے لیے وقف زمین پر سے مسجد اور مزار کے احاطہ کے لیے بنائی گئی عمارت کو ختم کرکے دوبارہ اس کو اپنی اصل حالت پر کردیں، اور یہ بھی خیال رہے کہ جب یہ جگہ قبرستان کے لیے وقف ہے تو یہاں پر بنائی گئی مسجد، مسجد نہیں ہے، اور اس کا حکم بھی مسجد والا نہیں ہے کہ وقف میں تبدیلی جائز نہیں۔

دوسرے جزء کا جواب یہ ہے کہ تغییر وقف کے ساتھ ساتھ اس میں مزید خرابی یہ ہے کہ جب اس جگہ پر مسجد اور مزار کا احاطہ بنانے سے پہلے مسلمانوں کی پرانی قبریں بھی تھیں، تو ان کو مسمار کرکے، بلڈوزر کرکے وہاں اس طرح کے تصرفات کرنا مزید حرام در حرام ہے، کہ اس تصرف کی وجہ سے مسلمانوں کی قبروں کی بے حرمتی ہوئی، اب اگر اس مسجد اور احاطے کو مزید وسعت دیں گے تو مزید قبروں کی بے حرمتی ہوگی، لوگ ان قبروں پر چلیں پھریں گے، پاؤں رکھیں گے، تو وہ قبریں اور ان کی حرمت پامال ہوگی، کسی مسلمان کی قبر پر چلنا، پاؤں رکھنا، بیٹھنا، ناجائز و حرام ہے، کہ اس میں مردے کو ایذا دینا ہے اور مردے کو بھی اس چیز سے ایذا ہوتی ہے، جس سے زندہ کو ایذا ہوتی ہے، بلکہ اگر کسی پرانے قبرستان میں نیا راستہ پیدا ہوا، تو اس راستے میں چلنا بھی حرام ہے۔۔۔۔ اسی طرح جن کے اقربا ایسی جگہ

دفن ہوں کہ ان کے گرد اور قبریں ہوگئیں اور اسے ان قبور تک دوسری قبروں پر پاؤں رکھے بغیر جانا ناممکن ہو، تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ دور ہی سے فاتحہ پڑھے اور قبر کے پاس نہ جائے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "لأن أمشي على جمرة أو سيف أو أخصف نعلي برجلي أحب إلي من أن أمشي على قبر مسلم۔" بے شک چنگاری یا تلوار پر چلنا یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔ (سنن ابن ماجہ، ص 112، مطبوعہ کراچی)

ایک اور مقام پر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "لأن يجلس أحد كم على جمرة فتحرق ثيابه فتخلص إلى جلده خير له من أن يجلس على قبر" یعنی تم میں سے کوئی شخص چنگاری پر بیٹھے، یہاں تک کہ وہ چنگاری اس کے کپڑے جلا کر اس کی جلد تک پہنچ جائے، یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کی قبر پر بیٹھے۔ (صحیح المسلم شریف، جلد 1، ص 312، مطبوعہ کراچی)

مسلمان کی قبر کو مسمار کرنا اور کھولنا حرام ہے، ردالمحتار میں ہے: "النبش حرام" قبر کھودنا اور کھولنا حرام ہے۔ (ردالمحتار مع الدرالمختار ج 3، ص 167، مطبوعہ پشاور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "مسلمان کی قبر بلا وجہ شرعی کھود کر برابر کر دینا حرام ہے، فتاوی خیریہ میں ہے: "وقد صرحوا بحرمة النبش لغير ضرورة"۔ ردالمحتار میں ہے: "النبش حرام۔" (فتاوی امجدیہ، ج 3، ص 4، مکتبہ رضویہ، کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن قبرستان میں مدرسہ اور کتب خانہ بنانے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "وقف کی تبدیل جائز نہیں، جو چیز جس مقصد کے لیے وقف ہے اسے بدل کر دوسرے مقصد کے لیے کر دینا روا نہیں، جس طرح مسجد یا مدرسہ کو قبرستان نہیں کر سکتے، یونہی قبرستان کو مسجد یا مدرسہ یا کتب خانہ کر دینا حلال نہیں۔ سراج وہاج پھر فتاوی ہندیہ میں ہے: "لا يجوز تغير الوقف عن هيأته فلا يجعل الدار بستاناً و لا الخان حماماً و لا الرباط دكاناً إلا إذا جعل الواقف إلى الناظر ما يرى فيه مصلحة الواقف اھ"۔ وقف کو اس کی ہیئت سے تبدیل کرنا، جائز نہیں، لہذا گھر کا باغ بنانا اور سرائے کا حمام بنانا اور رباط کا دکان بنانا، جائز نہیں، ہاں جب واقف نے نگہبان پر معاملہ چھوڑ دیا ہو کہ وہ ہر وہ کام کر سکتا ہے جس میں وقف کی مصلحت ہو تو جائز ہے، اھ

قلت: جب ہیئت کی تبدیلی جائز نہیں تو اصل مقصود کی تغییر کیونکر جائز ہوگی۔" (فتاوی رضویہ، ج 9، ص 457، مطبوعہ، لاھور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "مسلمانوں کو تغییر وقف کا کوئی اختیار نہیں، تصرف آدمی اپنی ملک میں کر سکتا ہے، وقف مالک حقیقی جل وعلا کی ملک خاص ہے، اس کے بے اذن دوسرے کو اس میں کسی تصرف کا اختیار نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج 16، ص 232، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مولانا محمد نوید چشتی عطاری مدنی

فتوی نمبر : Pin-7318

تاریخ اجراء : 10 ربیع الثانی 1445ھ/26 اکتوبر 2023ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net